تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ ربوہ

انصار اللہ

ہجرت ۱۳۶۳ ہش / مئی ۱۹۸۴ء

شرح چندہ

پاکستان :- بیس ۲۰ روپے سالانہ

فی پرچہ :- دو روپے صرف

ایڈیٹر ــــــــ غلام باری سیف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

رجب سنہ ۱۴۰۳ ہجری

ہجرت سنہ ۱۳۶۳ ہش

مئی سنہ ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب۔ بھارت۔ مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سکینڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان		۳۰/- تیس روپے سالانہ
امریکہ۔ کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	۱۵ پندرہ ڈالر ،،
	بحری ڈاک	آٹھ ،، ،،
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک	۶ چھ پونڈ ،،
	بحری ڈاک	۳ تین ،، ،،

فہرست مضامین

- اداریہ — ص ۲
- حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
  حضرت معاذؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت — ص ۳
- اسوۂ کامل — ص ۹
- حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی چند دعائیں — ص ۱۳
- حضرت حنظلہؓ کا ایک واقعہ — ص ۱۶
- اخلاقیات — ص ۱۷
- حضرت بھائی جی کی استقامت کا ایک ایمان افروز واقعہ — ص ۲۴
- ذبیح اللہ کون تھا؟ کیا حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں؟ کتاب موسیٰ کی تصدیق سے کیا مراد ہے؟ — ص ۲۷
- قرار دادِ تعزیت بر وفات میجر شمیم احمد صاحب — ص ۳۴
- بچوں کا صفحہ
  حضرت مولانا شیر علی صاحب بی۔اے — ص ۳۹

پبلشر :۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :۔ سید عبدالحی

مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

قیمت فی پرچہ :۔ ۲ دو روپے

جلد ۲۵ | ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ | شمارہ ۵

ہجرت ۱۳۶۳ ہش

غم کی گھڑیاں !!

اس دُنیا میں رہتے ہوئے افراد اور اقوام پر مختلف حالات وارد ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی عُسر ہے تو کبھی یُسر۔ کبھی امن کے حالات ہیں تو دوسرے وقت میں غم وحزن سے واسطہ پڑتا ہے۔ کبھی گھر میں شہنائیاں بجتی ہیں تو کبھی نالہ وشیون بلند ہوتے ہیں۔ ثبات تو اِک تغیّر کو ہی ہے۔ ایک عرب شاعر نے کیا خُوب کہا ہے

مَنْ ذَا الَّذِی یَا عَزُّ لَا یَتَغَیَّر

کہ دُنیا میں کون ہے جس پر تغیّر نہیں آتا۔ اس لئے اگر ہمارے دن بدلے ہیں تو کس کے دن نہیں بدلتے سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَ اَنَّہٗ ھُوَ اَضْحَکَ وَ اَبْکٰی ۙ وَ اَنَّہٗ ھُوَ اَمَاتَ وَ اَحْیَا ۙ (النجم آیت ۴۴،۴۳)

کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے۔ وہی مارتا ہے اور وہی زندہ کرتا ہے۔

ایک مومن کا فرض یہی ہے کہ وہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ تنگی کے ایام میں وہ خدا کی نعمتوں اور آسائش کی گھڑیوں کو نہ بھولے۔ وہ بے صبری کا اظہار نہ کرے۔

ہمارے پیارے امام قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت لقمان کے ایک شاگرد کا ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ کسی نے ایک دفعہ حضرت لقمان کی خدمت میں بے موسم کا ایک خربوزہ پیش کیا۔ آپ نے اس کی ایک قاش کاٹ کر اپنے ایک شاگرد کو دی اُس نے بڑے مزہ سے اُسے کھایا۔ حضرت لقمان نے یہ کیفیت دیکھی تو ایک دوسری قاش کاٹ کر دی۔ شاگرد نے وہ بھی اُسی لذّت سے کھائی۔ اس طرح تیسری قاش اُس کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (١٥ : [illegible]) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پھر یَم سے جا مِلا دُرِ یکدانہ ایک اَور

عبدالحمید صاحب صدر جماعتِ احمدیہ محراب پور سندھ کی المناک رحلت پر روشن دین صاحب تنویر کا یہ شعر بار بار زبان پر آیا۔ جو آپ نے سلسلہ کے ایک بزرگ کی وفات پر کہا تھا۔ ؎

پھر یَم سے جا ملا دُرِّ یکدانہ ایک اَور
نُورِ ازل میں ڈھل گیا، پروانہ ایک اَور

عبدالحمید صاحب مرحوم ایک فدائی نوجوان تھے۔ سلسلہ کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ۔ ہر ایک کا خیرخواہ مہمان نواز۔ خندہ رُو ۔ ان کے والد چوہدری سلطان صاحب بھی علاقہ کے معاملہ فہم اور باوقار بزرگ تھے۔ آپ قرض اُٹھا کر بھی محتاجوں کی حاجت رَوی کرتے ۔

عبدالحمید صاحب مرحوم سات بچّوں اور بیوہ کو چھوڑ کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماوے۔ آپ کے پسماندگان کا متکفل اور حافظ و ناصر ہو۔ امین یارَبّ العٰلمین۔

خوش نوا قریشی عبدالرحمٰن صاحب

ضلع سکھر کے امیر جماعت ۔ یوں تو ستّر سال سے آپ کی عمر متجاوز تھی ۔ لیکن جوانوں کی طرح مستعد۔ آپ کہا کرتے تھے کہ میری عمر بہتر سال ہے۔ انیس ۔ بیس اور اکیس فروری کو مجھے آپ کی سکھر میں رفاقت نصیب ہوئی۔ نماز باجماعت کے پابند۔ ہنس مُکھ ۔ بے لوث شخصیت ، سکول ماسٹر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے اور خدمتِ سلسلہ میں جُت گئے ۔ اپنی زندگی میں اپنے ایک بچّے قریشی مبارک احمد صاحب کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم دلا کر سلسلہ کے لئے وقف کیا۔

انصار اللہ کے سالانہ اجتماع میں آپ کی خوش نوائی سے احباب محظوظ ہوتے۔ اکثر بانیٔ سلسلہ کی فارسی نظم ایسے جوش اور ترنم سے پڑھتے کہ مجلس پُر کیف ہو جاتی۔

یکم اپریل کو مغرب کی نماز پڑھ کر گھر واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ بے رحم ظالموں نے پے در پے خنجروں کے وار کر کے آپ کو ہم سے چھین لیا ـــــ احمدیت کے فدائی ! خدا کی رحمتیں ہوں آپ پر۔ اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ وہ آسمانی آقا آپ کے اہل و عیال کا متکفل ہو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]   [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ہستی کا ہی ذکر ہے جہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا :-

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

کہ یہ انسان ہے جسے ہم نے احسن تقویم میں پیدا کیا۔ یہ الف، لام معرفہ کا ہے۔ یہاں مُراد اَلْاِنسان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہی ہیں۔

مکّی زندگی میں جب آپ اکیلے تھے یا آپ کے ساتھ چند ضعیف اور بے بس صحابہ تھے۔ آپ خدا کے نام کی منادی بے خوفی اور بے باکی سے کرتے ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی دھمکی، کوئی لالچ، اقتدار کی پیشکش آپ کو توحید کی منادی سے روک نہ سکی۔ دنیوی نکتہ نگاہ سے جب اپنے بھی ساتھ چھوڑتے نظر آئے۔ آپ کے قدموں میں لغزش پیدا نہ ہوئی۔ میرا اشارہ اُس مشہور واقعہ کی طرف ہے۔ جب کفّارِ قریش اکٹھے ہو کر آپ کے دلیر چچا ابو طالب کے پاس آئے اور انہوں نے کہا۔ ہم اپنے معبودوں کی یہ توہین برداشت نہیں کر سکتے اگر آپ کے بھتیجے کو دولت کی خواہش ہے تو ہم سونے چاندی کے ڈھیر اُس کے قدموں میں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر کسی حسین عورت کی خواہش ہے تو وہ اشارہ کرے۔ ہم اُس عورت کو اس کے عقد میں دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر اسے اقتدار کی بھوک ہے تو ہم عرب کا تاج اُسے پہنانے کے لئے تیار ہیں۔ یا پھر آپ ابو طالب! ایک طرف ہو جائیں ہم اُس سے خود ہی نپٹ لیں گے۔ اور حضرت ابو طالب نے اپنے بھتیجے کو بلا کر کہا محمدؐ! اب مجھ میں تمہاری قوم سے لڑنے کی سکت نہیں تو اِس انسان کامل نے اپنے مددگار اور جرأت مند چچا کو یہ جواب دیا تھا۔ چچا! اگر یہ میرے دائیں ہاتھ پہ سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں اور پھر کہیں کہ خدا کے نام کی منادی نہ کروں تو میں اس سے رکنے کا نہیں۔

ہمدرد اور غمخوار چچا نے بھتیجے کے یہ تیور دیکھے تو کہا بھتیجے جا اپنا کام کر دیکھ لیں گے کیا ہوتا ہے۔ کیا ساری بپھری ہوئی قوم کے سامنے سینہ تان کر یہ جواب دینا اُس انسان کی اولوالعزمی، ہمت اور جرأت پر دال نہیں۔ یہ ثبات، یہ شجاعت میرے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کی تھی۔

اور اِس انسان کامل کی سیرت میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جب دشمنوں کے کسی بل خدا نے نکال دیئے۔ جب ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ جب میرے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم دس ہزار جان نثار قدسیوں کے ساتھ مکّہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو اس فاتح کا یہ حال تھا کہ آپ کی گردن سواری پر سوار ہونے کی حالت میں خدا کے حضور جھکی ہوئی تھی۔ لب پر یہ آیت جاری تھی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ۔ (الفتح)

قدموں میں لگے۔ لیکن نہ تخت بنایا نہ تاج پہنا۔ کاشانۂ نبوّت وہی اُن گھڑے پتھّروں کی دیوار رہی۔

اگر حضرت عائشہؓ نے ایک بار اُن پر پردہ ڈال کر پتھّروں کو چھپایا تو کہا عائشہؓ میں اس لئے نہیں بھیجا گیا۔

اگر نورِ نظر، لختِ جگر حضرت فاطمہؓ نے جنگِ بدر کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھوں کے گٹّے دکھا کر عرض کی کہ چکّی پیس پیس کر ہاتھوں میں گٹّے پڑ گئے ہیں۔ جھاڑو دے کر کپڑے میلے ہو جاتے ہیں۔ مشکیزہ میں پانی لا لا کر کمر پر نشان پڑ گئے ہیں۔ مجھے بھی کوئی بدر کا قیدی عطا ہو جائے۔

لیکن انسانِ کامل نے لختِ جگر کو کہا بیٹی! وہ تو تجھ سے پہلے زیادہ مستحق لوگ لے گئے۔ بیٹی! مَیں تمہیں اس سے زیادہ بہتر بات نہ بتاؤں۔ بیٹی نے عرض کیا ابّا! ارشاد فرمایا۔ سوتے وقت گیارہ دفعہ اللہ اکبر۔ گیارہ دفعہ الحمد للہ۔ گیارہ دفعہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرو۔

ایک بار آپ حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے۔ لیکن دروازے سے پلٹ آئے۔ حضرت علیؓ گھر آئے تو حضرت فاطمہؓ نے کہا۔ ابّا آئے تھے لیکن اندر نہیں آئے۔ جا کر وجہ دریافت کریں۔ حضرت علیؓ گئے اور حضور سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ مَیں نے دیکھا بچّوں نے چاندی کے کڑے پہن رکھے ہیں۔ مَیں نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں محمدؐ کی آل نے آگ کا زیور پہن رکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے آکر حضرت فاطمہؓ سے حضور کا تأثر بیان کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا پھر کیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا اسے بیچ کر غرباء میں رقم تقسیم کر دو۔

اور جب میرا آقا اس جہاں سے رخصت ہوا۔ کپڑے کا کفن تھا۔ زرہ یہودی کے پاس رہن تھی۔ وہ اس دُنیا کے ابناءِ دُنیا کے محاورہ میں خالی ہاتھ گئے۔ نہیں نہیں ان کا دامن اخلاقِ حسنہ اور نیکیوں سے پُر تھا دُنیا ہمیشہ ان اخلاق اور سیرت سے سبق حاصل کرے گی کہ وہ آقا زندگی کے ہر پہلو میں کامل تھا۔

رحیم و کریم تھے۔ شجاع تھے۔ سخی تھے۔ غریب پرور تھے۔ منکسر المزاج تھے۔ جرأت مند تھے۔ اپنے غلاموں سے محبّت کرنے والے تھے۔ کلمۂ حق کہنے والے تھے۔ راتوں کو خدا کے حضور عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو دن کو محتاجوں کی حاجت مندی کرتے۔ اگر زندوں سے محبت کرتے تھے تو اس دُنیا سے رخصت ہونے والوں کی قربانی اور ایثار کو کبھی نہیں بھولتے تھے کہ رات کی تاریکی میں شہداءِ اُحد کی قبروں پر جا کر دُعا فرماتے ہمیں نظر آتے ہیں۔ کیا خوب آپ کے کسی مدح خواں نے کہا۔ ؎

زہے خلقِ کامل زہے حُسنِ تام
علیکَ الصّلوٰۃ علیکَ السّلام

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی چند دعائیں

(ایڈیٹر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دعا اس امر میں بھی فائدہ دیتی ہے جو آچکا ہو اور اس میں بھی جو ابھی نہ آیا ہو۔ اس لئے اللہ کے بندو دعا کرو۔ دعاء (ابواب الدعوات ترمذی)

اور آپؐ فرماتے ہیں اللہ با حیا سخی ہے اُسے شرم آتی ہے کہ جب بندہ اس کی طرف دعا کے لئے ہاتھ بلند کرے وہ اُسے خالی ہاتھ واپس کرے۔

آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند دعائیں یہاں نقل کرتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں دعا خدا کے حضور ضرور قبولیت پاتی ہے۔ بشرطیکہ دعا کے آداب کے ساتھ کی جائے۔ غافل دل سے نہ ہو۔ دل کی گہرائی سے دعا نکلے۔ جگر چیر کر آئے۔

ابتلاء کی شدت سے پناہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَمِنْ دَرْکِ الشَّقَاءِ وَمِنْ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَمِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ۔ (مسلم ابواب الدعوات والتعوذ)

ترجمہ:۔ اے اللہ میں بری تقدیر اور بدبختی کے آلینے اور دشمنوں کی خوشی اور ابتلاء کی شدت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اے دلوں کو ثبات عطا فرمانے والے

حَدَّثَنِیْ شَھْرُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ عِنْدَکِ قَالَتْ کَانَ اَکْثَرُ دُعَائِہٖ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لِاَکْثَرُ دُعَائِکَ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ

قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ قَالَ یَا اُمَّ سَلَمَةَ اِنَّهٗ لَیْسَ اٰدَمِیٌّ اِلَّا وَقَلْبُهٗ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ وَمَنْ شَاءَ اَزَاغَ۔ فَتَلَا مُعَاذٌ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں کہ میں نے اُمّ سلمہؓ سے عرض کیا۔ امّ المومنین! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے ہیں اکثر کیا دُعا فرماتے ہیں حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا۔ یہ دُعا یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ۔ اے دلوں کے بدلنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا کرنا۔ حضرت امّ سلمہؓ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اکثر یہ دُعا کرتے ہیں۔ فرمایا اے امّ سلمہ۔ ہر شخص کا دل خدا کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ پس جسے چاہے سیدھا رکھے جسے چاہے کج کر دے۔ اس پر معاذؓ صحابی نے یہ آیت پڑھی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا۔ اے ہمارے ربّ ہمارے دلوں کو ہدایت کے بعد کج نہ کرنا۔

حضرت یونس علیہ السّلام کی دُعا

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِی النُّوْنِ اِذْ دَعَا وَهُوَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَدْعُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مچھلی والے یعنی حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دُعا کی تھی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ فرمایا کوئی مسلمان آدمی جب بھی یہ دُعا کرتا ہے۔ اللہ اس کی دُعا ضرور قبول فرماتا ہے۔

عافیت طلب کیجئے

سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الصَّبْرَ قَالَ سَأَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَاسْأَلْهُ الْعَافِیَةَ۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا ایک شخص خدا سے صبر مانگ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اُسے فرمایا تُو نے خدا سے ابتلا مانگا۔ اس سے عافیت طلب کیا کرو۔

تکلیف اور پریشانی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

(ترمذی ابواب الدعوات مایقول عند الکرب)

کوئی معبود نہیں مگر وہ اللہ بُردبار اور حکیم یعنی صاحبِ حکمت۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو زمین و آسمان کا ربّ ہے اور عرشِ کریم کا ربّ۔

تہجد کے وقت لمبی دُعا کا ایک حِصّہ

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ إِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَّرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِيْ وَإِنْ قَصُرَ رَأْيِيْ وَضَعُفَ عَمَلِيْ افْتَقَرْتُ إِلٰى رَحْمَتِكَ فَأَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْأُمُوْرِ وَيَا شَافِيَ الصُّدُوْرِ

(ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء مایقول اذا قام من اللیل الی الصلوٰۃ)

اے اللہ مجھے ایسا ایمان اور یقین عطا فرما جس کے بعد کوئی کفر رہ نہ جائے اور ایسی رحمت عطا کر جس سے میں تیری کرامت کا شرف یعنی اعجاز حاصل کر سکوں، دُنیا میں بھی اور آخرت میں۔ اے اللہ میں تجھ سے تقدیر میں کامیابی اور شہداء کا اجر اور سعید آدمیوں کی زندگی اور دشمنوں کے خلاف تیری مدد طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ میں اپنی حاجت اور رائے کی کوتاہی اور عمل کی کمزوری تیری رحمت کے حضور پیش کرتا ہوں۔ اے فیصلہ کرنے والے اور سینوں کو شفا بخشنے والے تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خیر خواہی ۔ مسلمان کی مسلمان پر شفقت ۔ مسلمان کی پردہ پوشی ۔ مسلمان کی حاجت روی ۔ قطع تعلق کی ناپسندیدگی ۔ ہمدردی ۔ غیبت ۔ حسد ۔ ایک دوسرے سے دُوری ۔ اصلاحِ تعلقاتِ مابین ۔ خیانت ۔ پڑوسی کے حقوق ۔ خادم سے حُسنِ سلوک ۔ اُن کو مار پیٹ کی ممانعت ۔ نوکر کی تربیت اور اس سے عفو کا سلوک ۔ تحفہ قبول کرنا اور اس کا بدلہ دینا ۔ محسن کا شکریہ ۔ نیک اعمال بجا لانا ۔ عطیہ ۔ راستوں کی صفائی ۔ مجالس کی رازداری ۔ سخاوت ۔ بخل ۔ اہل و عیال پر خرچ کرنا ۔ مہمان نوازی ۔ بیوگان کی خبر گیری ۔ خندہ پیشانی ۔ سچ کو اختیار کرنے ۔ جھوٹ کو ترک کرنے ۔ سخت زبانی ۔ لعن طعن ۔ ٹیکنیکل تعلیم دینا ۔ بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دُعا کرنا ۔ گالی گلوچ ۔ نیکی کی تلقین ۔ نیک غلام کی فضیلت ۔ لوگوں سے مل جل کر رہنا ۔ بدظنی ۔ خوش مزاجی ۔ ریاکاری ۔ مدارات ۔ محبت اور بغض میں میانہ روی ۔ تکبر ۔ حُسنِ اخلاق ۔ احسان و عفو ۔ بھائی سے میل و ملاقات ۔ حیاء و شرم ۔ تحمّل و سُبک روی ۔ نرمی ۔ اعانتِ مظلوم ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ ۔ پاس عہد ۔ اخلاق کا مفہوم ۔ غصہ کی شدت ۔ بڑے کا احترام ۔ تعلقات کو باہم نہ توڑنے ۔ صبر ۔ دو رُخی ۔ چغلی ۔ کم گوئی ۔ سحر بیانی ۔ خاکساری اور عاجزی ۔ عیب جوئی کو ترک کرنا ۔ ظلم ۔ خدا کی نعمت میں عیب نہ تلاش کئے جائیں ۔ عظمتِ مومن ۔ تجارت ۔ جو اُسے عطا نہیں ہُوا اس کا جھوٹا اظہار ۔ نیکی کی تعریف ـــــ کے عناوین کے تحت معلّمِ اخلاق کے ارشادات جمع کئے ہیں ۔ اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے ۔

ماں باپ سے حُسنِ سلوک

آج کے دَور میں نوجوان نسل کو اس کی تذکیر کی بہت ضرورت ہے ۔ اولاد کے سلوک سے شاکی ایک بزرگ باپ نے ایک بار مجھے کہا ۔ اس بارہ میں کچھ لکھئے ۔ خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کے بیٹے ماں باپ کے حقوق و فرائض پہچانتے اور ادا کرتے ہیں ۔

بہز بن حکیم راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کی ۔

" یا رسول اللہ ! میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری والدہ ۔ بہز بن حکیم نے عرض کی ماں کے بعد کون ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا تیری ماں ۔ بہز نے پھر عرض کیا ۔ پھر کون ؟ ارشاد ہُوا تیری والدہ ۔ بہز نے پھر اپنا وہی سوال دہرایا کہ ماں کے بعد کون ؟ فرمایا تیرا باپ اس کے بعد پھر رشتہ میں جو تیرے زیادہ قریب ہے ۔ "

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے۔ ارشاد ہوا۔ ماں باپ سے حسنِ سلوک۔ عرض کیا ماں باپ سے حسنِ سلوک کے بعد کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا خدا کی راہ میں جہاد۔ اس کے بعد ابنِ مسعودؓ سوال سے رُک گئے۔ آپ کہتے ہیں مَیں اور دریافت کرتا تو حضور مزید فرماتے۔"

ماں باپ کی رضا جوئی کے تحت مشہور عابد و زاہد صحابی ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ:-
ایک آدمی ایک بار میرے پاس آیا۔ کہنے لگا۔ میری والدہ کہتی ہیں۔ مَیں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ ابو درداءؓ نے اس شخص کو کہا مَیں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا باپ تیری جنّت کا سب سے اعلیٰ اور افضل دروازہ ہے چاہے اس دروازے کو قائم رکھ چاہے اسے ڈھا دے۔"

حضرت عبد اللہؓ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
"ربّ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔"

ماں باپ کی نافرمانی کے بارہ میں امام صاحب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لائے۔
"عبد الرحمٰنؓ بن ابی بکرۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اے لوگو! کیا مَیں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کا نہ بتاؤں۔ صحابہؓ تو ہر ایسے وقت کے منتظر رہتے تھے، عرض کیا۔ ارشاد فرمائیے یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ حضورؐ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی یہ کہا تو سیدھے ہو کر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ بڑے بڑے گناہوں میں جھوٹ۔ جھوٹی بات۔ جھوٹی گواہی ہے۔ حضورؐ بار بار اسے دُہراتے رہے کہ جھوٹی بات جھوٹی گواہی۔ جھوٹ سے پرہیز کرو۔"

حضرت عبد اللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"بڑے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اپنے ماں باپ کو کوئی گالی دیتا ہے؟۔ آپ نے فرمایا ہاں جب تم کسی کے باپ کو گالی دیتے ہو اور وہ جواب میں تمہارے باپ کو گالی دیتا ہے۔ وہ اُس کی ماں

کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ یہ اُس کی ماں کو تو اُس نے ہی اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ اور یہ شخص وجہ بنا اپنے ماں باپ کو گالی دلوانے کا۔"

والد کے دوست کی تکریم

اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث لائے ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

"نیکیوں میں سے افضل نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے حسنِ سلوک کرے۔"

خود حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ ہے کہ ایک بار انہیں اثنائے راہ ان کے والد عمرؓ فاروق کے ایک دوست ملے۔ آپ سواری پر سوار تھے۔ سواری سے اُترے اُس کی لگام انہیں تھمادی اور اپنی پگڑی بھی اتار کر اُن کی خدمت میں پیش کردی۔ کہ یہ بھی تکریم والد کی ہی ایک صورت ہے۔

خالہ سے حسنِ سلوک

"حضرت ابو بکرؓ بن حفص روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک عظیم گناہ سرزد ہوا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہاری والدہ بقیدِ حیات ہیں۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ نہیں فرمایا کیا تمہاری کوئی خالہ ہیں۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالہ تو ہیں۔ فرمایا پھر ان سے حسنِ سلوک کرو۔"

ایک اور حدیث میں خالہ کو ماں کے ہم مرتبہ قرار دیا۔

اس حدیث سے ایک اور لطیف نکتہ کی طرف واضح اشارہ ہوتا ہے۔ اور وہ ہے۔ "اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" کہ گناہ کی تلافی کی ایک صورت اگر تو یہ ہے تو دوسری صورت یہ ہے کہ نیکیوں کی طرف توجہ کیجئے۔ آپ کے گناہوں کی تلافی ہو جائے گی اور تربیتی طور پر بھی یہ عجیب نکتہ ہے بشلاً ایک شخص سینما بینی کا عادی ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ آپ اُس کو اس ضیاع وقت کی عادت سے براہِ راست منع کریں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اُسے وقت پر نماز ادا کرنے کی تلقین کریں۔ خود بخود اس کی وہ عادت ضیاع وقت کی جاتی رہے گی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صلہ رحمی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بولے۔ مَیں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔ اللہ نے فرمایا مَیں خدا ہوں۔ مَیں رحمٰن ہوں۔ مَیں نے رحم کو پیدا کیا اور میرا نام رحمٰن اور رحیم کا اشتقاق الگ ہے۔ پس جو رحم کے تعلق داروں سے صلہ رحمی کرے گا۔ وہ مجھ سے تعلق قائم کرے گا اور پھر اس تعلق کو توڑے گا۔ وہ مجھ سے ناطہ توڑے گا۔

صلۂ رحمی

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث امام صاحب لائے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں۔

کہ صلہ رحمی وہ نہیں کرتا جو بدلہ میں رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرتا ہے۔ صلۂ رحمی کرنے والا وہ ہے جب دوسرے صلہ رحمی کا لحاظ نہ کریں۔ لیکن یہ صلہ رحمی کرے۔

دوسری حدیث اس باب میں یہ ہے کہ

رشتہ داری کو قطع کرنے والا جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔

یعنی خدا کی رضا ایسے شخص کو حاصل نہ ہوگی۔

اولاد سے محبّت

اس باب میں حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز خولہؓ بنت حکیم سے روایت کرتے ہیں کہ

"ایک روز حضور باہر تشریف لائے۔ گود میں آپ نے ایک نواسہ اٹھا رکھا تھا۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ تم ماں باپ کو بخیل بناتے ہو۔ تم انہیں بزدل بناتے ہو۔ تمہاری وجہ سے [illegible] سے جہالت یعنی دوسروں سے جھگڑا سرزد ہوتا ہے۔ لیکن تم جنّت کی بھی خوشبو ہو۔"

اس حدیث میں یہ فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر آدمی اکیلا ہو تو نہ کچھ جمع کرنے کا زیادہ خیال ہوگا نہ جان بچا بچا کر رکھنے کا زیادہ خیال ہوگا۔ لیکن اولاد کی وجہ سے انسان کچھ پس انداز بھی کرتا ہے۔ [illegible] کے لئے جینے کا خواہش مند بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دوسرا پہلو بھی بتا دیا کہ اولاد راحت کا بھی موجب ہے۔ دن بھر کا تھکا ماندہ، دُکھ سہہ کر جب گھر آتا ہے۔ چاند سا مکھڑا اولاد کا دیکھتا ہے۔ [illegible] کہہ کر ٹانگوں سے لپٹ جاتا ہے تو تمام کلفت بھی دُور ہو جاتی ہے۔

اولاد پر شفقت

اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو آپ کے ایک بدوی صحابی اقرعؓ بن جالس نے دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے نواسے حضرت فاطمہؓ کے لختِ جگر حسنؓ سے پیار کر رہے تھے۔ اسے چوم رہے تھے۔ ایک روایت میں حسن اور حسین دونوں کا ذکر ہے۔ اس پر اقرعؓ بڑے متعجب ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میرے دس بچے ہیں۔ میں نے تو کبھی کسی سے پیار نہیں کیا۔ حضورؐ نے اقرعؓ سے یہ سُنا تو فرمایا اقرع! جو کسی پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا۔"

اس بدوی صحابی کا تصوّر ملاحظہ ہو وہ خیال کرتا ہے کہ حضور خدا کے نبی ایسا کیوں کرتے ہیں۔ لیکن سبحان اللہ رحمۃٌ للعالمین کا جواب کہ اقرع! جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا۔

ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

"اقرعؓ اگر خدا نے تجھ سے رحمت چھین لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

پس رحم کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔

انصار اللہ کا فرض

(مرسلہ مرزا عبدالشکور صاحب زعیم انصار اللہ ہنسلو (انگلستان)

حضور فرماتے ہیں:-

"آپ کا نام انصار اللہ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے۔ آپ نے اس نام کی عزّت کا خیال ہمیشہ رکھنا ہے۔ پندرہ سے چالیس سال کی عمر کا زمانہ جوانی اور امنگ کا زمانہ ہوتا ہے اس لئے اس عمر کے افراد کا نام خدام الاحمدیہ رکھا گیا ہے تاکہ وہ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں۔ اور چالیس سال سے اُوپر والوں کا نام انصار اللہ رکھا گیا ہے۔ اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے۔ پس جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں۔ اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں۔"

حضرت بھائی جی کی استقامت کا ایک ایمان افروز واقعہ

(ایڈیٹر)

کنجروڑ دتّاں ضلع شکر گڑھ کے ایک ہندو مہتہ گوراند تامل کے لڑکے ہریش چندر جو بعد میں بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے نام سے مشہور ہوئے، کی استقامت کا واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

واقعہ اس طرح ہے کہ ۱۸۷۹ء میں کنجروڑ دتّاں کے ایک ہندو گھرانہ میں ایک لڑکا ہریش چندر پیدا ہوا۔ والدہ کا نام پاربتی دیوی تھا۔ یہ بچّہ ماں باپ کو بہت پیارا تھا۔ ماں باپ نے اس کے کانوں میں بالیاں اور ہاتھوں میں جھنجھنے دار کڑے ڈال رکھے تھے۔ ابتدائی تعلیم باپ کی ملازمت کی وجہ سے چونیاں میں پائی۔ پانچویں جماعت کے نصاب میں ایک کتاب تھی "رسوم ہند" جس سے آپ کو اسلام کی طرف رغبت ہوئی۔ اور آپ کا میل جول مسلمان طلباء سے بڑھا۔ مسلمانوں کا طریق عبادت انہیں بھلا محسوس ہونا شروع ہوا۔

۱۸۹۴ء میں رمضان المبارک کے مہینہ میں جب کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوا تو ان کے مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر مولوی جمال الدین صاحب نے کہا۔ مامور کے ظہور کی بڑی علامت پوری ہو چکی۔ اب اس کی تلاش کرنی چاہیئے۔ یہ بات سُنی تو ہریش چندر صاحب کے دل میں جستجو پیدا ہوئی۔ آپ اب چھپ کر نماز بھی پڑھتے۔ روزے بھی رکھتے۔ اسی زمانہ میں حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کے رشتہ دار سیّد حیدر صاحب کے بیٹے سیّد بشیر حیدر صاحب ہریش چندر صاحب کے کلاس فیلو تھے۔

چنانچہ ان کے ذریعہ ہریش چندر جنہیں سیّد بشیر حیدر صاحب پیار سے "بھائی جی" کہتے تھے۔ قادیان پہنچ گئے قادیان پہنچ کر جب یہ ہندو بازار سے حضرت اقدس کا پوچھنے لگے تو لوگ تعجب سے ان کی طرف دیکھتے کہ یہ ہندو بچّہ یہاں کدھر۔ نماز کے لئے حضور تشریف لائے۔ انہوں نے حضور کی زیارت کی۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے حضور سے ان کا تعارف کروایا۔ حضور نے اپنی زبان مبارک سے ان کو کلمہ پڑھوایا۔ اور آپ احمدی ہو گئے اور حضور کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ان کے بزرگوں کو پتہ چلا تو قادیان آپہنچے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچ کر اپنے بیٹے کو ان کے ساتھ بھجوانے کے لئے عرض کیا۔ حضور نے یہ تحریر ان کے والد سے لے کر لڑکے کو اُن کے ساتھ جانے کا ارشاد فرمایا۔

"میں فلاں ابن فلاں جو کہ میاں عبدالرحمن (نو احمدی) سابق ہریش چندر کا والد ہوں، باقرار صالح پرمیشور کے نام کی قسم اُٹھا کر جو کہ میرا پیدا کرنے والا ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس امر کا پختہ اقرار اور

اور پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے لڑکے عبدالرحمٰن سابق ہریش چندر کو دو ہفتہ کے لئے اپنے ساتھ وطن کو لے جاتا ہوں تاکہ اس کی غمزدہ والدہ اور ننھے منے بھائی بہنوں کو بھی اس کی جدائی کے صدمہ سے بے قرار اور جان بلب ہیں ملا دُوں۔ مَیں پرماتما کے نام سے یہ بھی بیان کرتا ہوں کہ عزیز کو راستہ میں یا گھر لے جا کر کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤں گا۔ حسبِ وعدہ صحیح وسلامت قادیان پہنچا دُوں گا۔"

بعض احباب نے اس پر کچھ عذر کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا ــــــ "اگر ہمارا ہے تو آجائے گا"

اور بھائی عبدالرحمٰن صاحب جو بعد میں "بھائی جی" کے نام سے ہی قادیان میں متعارف ہوئے۔ اُن کے والد ڈیرہ بابا نانک کے قریب سے دریا عبور کرکے بھائی عبدالرحمٰن صاحب اور ان کی بیوی کو ویرم دتّاں سے کنجروڑ دتّاں لے آئے۔ اور کسی نے ان کے احمدی ہونے کا ذکر نہ کیا۔ اور اب تحریص و ترغیب کا آغاز ہُوا۔ بھائی جی کو زدوکوب بھی کیا۔ آٹھ نو ماہ ہر طرح سے آپ کو تختۂ ستم بنایا۔ بھائی جی کہتے ہیں مجھے ان دنوں حضور کا وہ مقولہ بہت ڈھارس بندھاتا جو اکثر حضور فرمایا کرتے تھے۔ "خدا داری چہ غم داری"۔ جتنی زیادہ مجھ پر سختیاں ہوتیں میرا جذبۂ ایمان اور بھی بڑھتا۔ اور پھر اپنی ملازمت کے سلسلہ میں اُن کے والد صاحب موضع لدہیر (نزد سانگلہ ہل) آگئے اور بھائی جی بھی یہاں آگئے۔ اور ایک روز پھر آنکھ بچا کر سانگلہ ہل سے گاڑی میں سوار ہو کر بہ سیالکوٹ پہنچے اور وہاں سے قادیان پہنچ گئے۔

ان کے والد پھر قادیان پہنچے اور مخالفین جماعت سے مشورہ کیا۔ انہیں زبردستی وہاں سے اغوا کی سازشش کی۔ مرزا نظام الدین صاحب سے بھی جو کہ حضور کے چچا زاد لیکن سخت مخالف تھے، مشورہ کیا۔ لیکن ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔ اب واپس جاکر انہوں نے بھائی جی کے خلاف مقدمے دائر کردیئے۔ چنانچہ ایک روز ایک چپڑاسی ان کے نام سمن لایا۔ بھائی جی نے چپڑاسی کے کہنے پر "اطلاع پائی" کے دستخط کردیئے۔ جب حضور کو اس واقعہ کا علم ہُوا تو فرمایا۔ سمن پڑھا بھی تھا۔ کس مقدمہ میں حاضری مطلوب ہے۔ اور پھر حضور کے توجہ دلانے سے جاکر سمن پڑھا تو دیکھا کہ تاریخ پیشی کے دو دن بعد آپ کے اطلاع یابی کے دستخط لئے ہیں۔

اب بھائی جی نے ارادہ کیا کہ ان روز روز کے قضیّہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کردینا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں خط لکھا جس میں کہا کہ آپ کو علم ہے

"مَیں نے کسی طمع یا دباؤ کے تحت احمدیّت کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اس کی خوبیوں نے میرا دل فتح کرلیا ہے۔ آپ کئی سالوں سے ہزاروں روپے خرچ کرنے کے باوجود مجھ پر قابو نہیں پا سکے۔ آپ زیادہ سے زیادہ میرے جسم پر قابو پا سکتے ہیں۔ اس لئے آپ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہو رہیئے۔ بالفرض آپ لوگ مجھے پکڑے جانے میں کامیاب بھی ہو جائیں اور میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کا قیمہ بھی بنا دیں تب بھی ہر ذرہ ــــــ سے خدا کی توحید

کی صدا بلند ہو گی ۔ یہ میرے رگ و پے میں رچ چکا ہے ۔ جسم مغلوب ہو سکتے ہیں مگر قلوب نہیں"

والدہ نے کسی سے پڑھوا کر خط سُنا ۔ وہ بہت روئیں اور پھر انہیں جواب لکھا کہ

"اچھا بیٹے جیتے رہو ۔ تمہاری طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی رہے ۔ جو ہونا تھا سو ہو چکا اب پرمیشر سے تو لڑا نہیں جا سکتا"

بھائی جی فرماتے ہیں اس طرح ہمیشہ کے لئے یہ قضیہ ختم ہو گیا ۔

پھر بھائی جی نے دربار پر دھونی رما لی ۔ وہ ارکانِ دین کے سخت پابند تھے ۔ حضرت اقدس سے تو انہیں عشق تھا ۔ دُعاؤں میں بہت شغف تھا ۔ اللہ نے ان کو گداز قلب دیا تھا ۔

تقسیم ملک کے وقت ان کے بچے پاکستان آ گئے ۔ لیکن انہوں نے جوارِ مسیحا کو نہ چھوڑا ۔ اور قادیان میں درویشی اختیار کر لی ۔

۱۹۶۰ء میں آپ جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت اور اپنے بچوں کو ملنے کے لئے پاکستان آئے ۔ لاہور سے کراچی جانے کے لئے پانچ جنوری کی سیٹیں بُک کرائیں ۔ آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کے ساتھ تھیں ۔ لیکن خانیوال سے پہلے ہی آپ نے آخری سانس لیا ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔

وفات سے کچھ پہلے آپ اکثر یہ پڑھتے تھے :-

اب کچھ نہیں ہے باقی دے شربت تلاقی ؛ پلا ساقی ۔ پلا ساقی ......

خانیوال آپ کا جسدِ مبارک گاڑی سے اُتار لیا گیا ۔ تمام اعزّاء و اقارب کو بذریعہ فون اطلاع کی گئی ۔ آپ کا جسدِ مبارک ربوہ لایا گیا اور ربوہ سے آپ کا تابوت قادیان پہنچایا گیا ۔ بارڈر پر قادیان سے احباب بھائی جی کا تابوت لینے کے لئے آئے ہوئے تھے ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو مخاطب ہو کر بھائی جی کے بیٹے فاروق چھتہ نے کہا :-

"السلام علیکم ۔ مَیں فاروق چھتہ ہوں ۔ ہم آپ کی امانت لے آئے ہیں ۔ آپ ہم سے یہ امانت لے لیں ۔

اور پھر یہ امانت اپنے آقا کے قدموں میں پہنچ گئی ۔

فرمایا :-

"خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ وہ بڑی مُراد ہے ۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کر دو ۔ عزیزو ! خدا تعالےٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو" (ازالہ اوہام)

ذبیح اللہ کون تھا ؟

کیا حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں ؟

کتاب موسیٰ کی تصدیق سے کیا مراد ہے ؟

"کلامِ حق" کے مقالہ کا جواب

شیخ عبدالقادر ۔ لاہور

"کلام حق" راسخ الاعتقاد مسیحیت کا واحد علمبردار ماہنامہ ہے۔ اس کے شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۳ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے :-

"قربانی کے لئے کون پیش کیا گیا ؟ ۔ اسمٰعیل یا اضحاق"

مضمون نگار نے دعویٰ کیا ہے کہ

"اسماعیل، ابراہیم کا بیٹا تھا لیکن وہ لونڈی سے پیدا ہوا تھا جو ابراہیم کی بیاہتا بیوی نہ تھی۔ اس کی اصل بیوی سارہ تھی لہٰذا ذبیح اللہ اضحاق تھا نہ اسماعیل، کیونکہ لونڈی کی اولاد جائز وارث نہیں ہوتی :"

اس دعویٰ کے جواب میں گذارش ہے کہ مضمون نگار کا موقف تعاملِ دینِ ابراہیم کے سراسر خلاف ہے۔

تورات کھول کر دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السّلام کے بارہ بیٹے تھے۔ جن میں آٹھ ان کی دو بیویوں کی اولاد اور چار دو لونڈیوں کی اولاد سے تھے۔ (پیدائش ۳۵/۲۳-۲۶) کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ بنی اسرائیل کا ۱/۳ حصہ جائز وارث نہیں۔ وہ محروم الارث ہے کیونکہ وہ تو لونڈیوں کی اولاد ہے۔ کیا اہلِ کتاب نے بنی اسرائیل کے لئے پیمانہ اور رکھا ہے، بنی اسماعیل کے لئے اور ؟۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

"مدرش میں ہے کہ ہاجرہ فرعونِ مصر کی لڑکی تھیں۔ فرعون نے جب وہ معجزات دیکھے جو سارہ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کئے تو اُس نے کہا کہ ہاجرہ کے لئے اپنے گھر کی مالکہ بن کر رہنے کی بہ نسبت سارہ کے گھر میں لونڈی بن کر رہنا زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ اس جذبہ کے تحت ہاجرہ کو سارہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسی واقعہ کے پیشِ نظر لفظ ہاجرہ کے معنے بیان کئے گئے۔ یہ گویا ھا اَجر ہے جس کے معنے ہیں — یہ ہے انعام (خداوندی)

آگے لکھا ہے:۔

"ہاجرہ کے دوسرے معنے آراستہ کرنے اور زینت دینے کے ہیں۔ چونکہ یہ خاتون تقویٰ تقدّس اور اعمالِ صالحہ کے زیور سے آراستہ تھیں اس لئے ہاجرہ کے نام سے موسوم ہوئیں"۔

پھر لکھا ہے:۔

"شادی کی تجویز پر ہاجرہ متذبذب تھیں۔ سارہ نے ترغیب دی۔

"تو کتنی خوش قسمت ہے کہ ایک بزرگ انسان سے تیرا عقد ہو رہا ہے۔ تجھے خوش ہونا چاہیئے"۔

اسی تسلسل میں ہے:۔

"ہاجرہ کی وفاداری اس لحاظ سے بھی قابلِ تعریف مانی گئی کہ (خدا تعالےٰ کے حکم پر) حضرت ابراہیم نے اسے الگ کر کے دُور دراز بھیج دیا۔ پھر بھی اس نے عقدِ نکاح اور شادی کے معاہدہ کو آخری دم تک قائم رکھا"۔

اس نوٹ میں ہے کہ علماء ربانیین کے گروہ اوّل کے نزدیک حضرت ہاجرہ غایت درجہ تقویٰ و طہارت اور خدا شناسی کا نمونہ تھیں۔ جو خلیل اللہ کے عہد کی یادگار ہے۔ آگے چل کر اسی مضمون میں ہے کہ

"جب حضرت سارہ فوت ہوگئیں تو اسحٰق، ہاجرہ کو اپنے باپ کے گھر میں لانے کے لئے روانہ ہوئے"۔

ربّی یہود کے سب سے بڑے عالمِ دین اور مفسّر توراۃ ہیں۔ شرح کتاب پیدائش میں لکھتے ہیں ہاجرہ اصالتاً شہزادی تھی۔ اسے حضرت ابراہیم اور سارہ کی بزرگی کے پیشِ نظر بطور لونڈی کے پیش کیا گیا۔

یہ ہیں حضرت ہاجرہ کے مناقب — مضمون نگار کی یہ کوشش کہ داغِ غلامی سے اسے داغدار کیا جائے۔ بے سود ہے۔

اہلِ کتاب کے اختلافات میں حَکَم ہے۔ پس قرآن نے غلط حصّوں کی تصدیق نہیں کی۔ اس کلام کی تصدیق فرمادی جو کلیم اللہ پر نازل ہوا۔ یا جو تشریحات کلیم اللہ نے قلمبند کی ہیں۔ اس کی تصدیق کی ہے چنانچہ قرآن میں ہے کہ حیاۃ الآخرۃ کتابِ موسیٰ کا نکتۂ مرکزی ہے۔ جبکہ موجودہ تورات میں یہ ذکر مفقود ہے۔

ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ تورات میں ہے کہ اضحاق ذبیح اللہ ہے۔ قرآن نے بتایا کہ ذبیح اللہ غلام حلیم ہے جبکہ اسحاق غلام علیم تھے۔ پس قرآن نے غلام علیم اور غلام حلیم کے ذکر میں بیّن اشارہ کر دیا کہ ذبیح اللہ بڑا بھائی ہے چھوٹا بھائی نہیں۔

حضرت ہاجرہ اور اسماعیل کے بارہ میں تورات کے بیانات میں سخت تضاد ہے۔ تورات میں ان کے محامد بھی ہیں۔ اور ذم کے پہلو بھی۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تورات تغیر و تبدل کا تختۂ مشق رہی ہے۔ اب اس میں اوراق پریشان ہیں۔

تورات کے بعض حقائق "مِدرش" میں درج ہیں۔ جن میں یہاں تک ذکر ہے کہ سارہ کی وفات کے بعد اسحاق خود گئے۔ اور ہاجرہ کو لے آئے اور اپنے باپ کا گھر آباد کیا۔ مِدرش سے معلوم ہوتا ہے۔

ہاجرہ اسیرانِ جنگ والی لونڈی نہیں تھی۔ بلکہ فرعونِ مصر کی بیٹی تھی —

جبکہ تورات میں بتکرار لونڈی کا طعن موجود ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ — عہد کا فرزند اضحاق ہے نہ کہ اسماعیل۔

تورات کے کسی قدیم نسخہ کا ایک حوالہ یہودیوں کی کتاب جوبلی میں درج ہے۔ یہ کتاب ۲۱۰۰ سال پرانی ہے۔ تورات کے موجودہ متن میں ہے کہ اپنے اکلوتے کو قربان کر دو۔ کتاب جوبلی میں اکلوتے کی جگہ — پلوٹھے — کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ اکلوتا یا پلوٹھا اضحاق نہیں ہو سکتے۔ صرف اسماعیل ہو سکتے ہیں۔ اس کے باوصف تحریف کا کمال یہ ہے کہ تورات کی رُو سے ذبیح اللہ اسماعیل نہیں اسحاق ہے۔

مضمون نگار نے یہ بحث بھی اٹھائی ہے کہ صدرِ اوّل میں اکابر صحابہ مانتے تھے کہ ذبیح اللہ اسحاق ہیں نہ اسماعیل۔ اس کا جواب ہم "جامعہ احمدیہ" ربوہ کے "مجلۃ الجامعہ" کے ایک مضمون میں دے چکے ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دونوں طرح کی روائتیں ملتی ہیں۔ ذبیح اللہ اسحاق تھے۔ اسماعیل ذبیح اللہ تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے پہلے خیال سے رجوع کر لیا تھا۔ تفسیر ابن کثیر میں اختلاف روایات کی تفصیل درج ہے۔ ظاہر ہے کہ تورات کے اثر کی وجہ سے اسحاقؑ کو ذبیح اللہ کہنے جب تورات پر تحقیق ہوئی اور قرآنِ حکیم پر تدبّر تو پہلے خیال سے رجوع فرمالیا۔

الغرض صاحبِ مضمون نے جو بحث اٹھائی ہے وہ حقائق کے خلاف ہے۔ حضرت ہاجرہ اگر لونڈی تھیں ان کو جو مقام ملا لونڈی ہونا اس میں حارج نہیں۔ اگر وہ شہزادی تھیں تو تاریخ میں ایک درخشاں مثال بن گئیں۔ ایک شہزادی نے لونڈی بننا قبول کر لیا۔ اس قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اللہ کے عقد میں دے دیا۔ اسماعیل ذبیح اللہ قرار پائے۔ ان کی ذرّیت میں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ معراجِ انسانیت کا یہ نمونہ تاریخ میں منفرد ہے۔

مضمون کے آخر میں ایک بہت دلچسپ اور تازہ انکشاف ملاحظہ ہو۔ کتابِ مقدّس کے بعض اقتباسات جو کہ چرچ میں بطور اسباق اور اَدعیہ کے بکثرت پڑھے جاتے ہیں۔ ان کا نیا ترجمہ امریکہ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں بعض دلچسپ تبدیلیاں ہیں۔ مثلاً پولوس کے خط رومیوں میں جہاں ذکر ہے "ہمارا ایک باپ ہے وہ ابراہیم ہے" ــــ اس سے آگے ہلالی خطوط میں یہ عبارت ہے۔

AND SARAH AND HAGAR AS OUR MOTHERS.

اور سارہ اور ہاجرہ ہماری مائیں ہیں ــــ (نیوز ویک ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے جبکہ عیسائیت میں ہاجرہ کو مسلسل نظر انداز کیا گیا۔ اب اسے امہات المومنین میں شامل کر لیا گیا یہ ایک نیک اور خوشگوار تبدیلی ہے جو چرچ کے ایک حصہ میں پیدا ہو رہی ہے۔

تزکیۂ نفس

حضرت اقدس نے فرمایا :-

"میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جائیں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے ......

ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے اور وہ یہ کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو۔ اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی پیدا کرے کہ وہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۳)

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ޢާޖިޒު

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فہرست معطی حضرات برائے تعمیر گیسٹ ہاؤس انصاراللہ (نیا بلاک)

(قسط ۱۵)

۱۔ مکرم چوہدری محمد ذوالفقار علی صاحب ملتان	۳۰۱ — ۰۰ روپے
۲۔ " محمد وارث خانصاحب داگھیسو ضلع پشاور	۳۰۰ — ۰۰ "
۳۔ " مستری اللہ رکھا صاحب زعیم انصاراللہ گوچلی ورک وجھنڈیر ضلع شیخوپورہ	۳۱۴ — ۰۰ "
۴۔ " عطا محمد عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	۳۱۴ — ۰۰ "
۵۔ " مرزا فضل الدین صاحب منجانب پسر مرزا عبدالحق صاحب میڈیکل سروس ربوہ	۳۱۰ — ۰۰ "
۶۔ " حاجی چوہدری طالب حسین صاحب چک ۹ ر ب نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۷۔ " چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم چک ۹۸ شمالی سرگودھا منجانب چوہدری مختار احمد گھمن صاحب واہ کینٹ	۳۰۰ — ۰۰ "
۸۔ " ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر منجانب دختر اشتاقی حمیدہ صابرہ صاحبہ الفیض دارالرحمت شرقی ربوہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۹۔ محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری غوث محمد صاحب جنگل امام شاہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	۳۱۴ — ۰۰ "
۱۰۔ مکرم محمد اقبال حسین صاحب (برائے عزیزان مرحوم) دارالصدر جنوبی ربوہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۱۔ " چوہدری محمد سعید گورائیہ صاحب ریٹائرڈ سب ڈویژنل فارسٹ آفیسر ڈگری سلم ضلع سیالکوٹ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۲۔ " ڈاکٹر عبدالاحد صاحب سابق ڈائریکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ منجانب پسر منیر احمد فرخ	۳۰۴ — ۰۰ "
۱۳۔ " چوہدری عبدالعزیز صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ اسلام آباد غربی	۳۰۳ — ۰۰ "
۱۴۔ محترمہ امۃ الرشید محمود صاحبہ اسلام آباد	۳۰۳ — ۰۰ "
۱۵۔ مجلس انصاراللہ گرمولاں ورکاں ضلع گوجرانوالہ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۶۔ مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب چیمہ ۲۶۱ ر ب ادھو والی ضلع فیصل آباد	۳۱۳ — ۰۰ "
۱۷۔ " ماسٹر محمد صدیق صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب شیخوپورہ حال کوٹ نیناں ضلع سیالکوٹ	۳۰۰ — ۰۰ "
۱۸۔ " چوہدری عبدالعزیز صاحب مجاہد گڑھ مہاراجہ موڑ ضلع جھنگ	۳۲۵ — ۰۰ "
۱۹۔ محترمہ بشریٰ مجاہد صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالعزیز صاحب مجاہد گڑھ مہاراجہ موڑ ضلع جھنگ	۶۵۰ — ۰۰ "

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۹۔ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب نمبردار پھیروچیچی حال ۶۷/ر ب ضلع فیصل آباد ... ۳۱۳-۰۰ روپے

۴۰۔ " محمد یونس صاحب محلہ مغل پورہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ... ۳۰۰-۰۰ "

۴۱۔ " سید محمود احمد صاحب ولد سید گل حسن شاہ صاحب مرحوم اوسلو ناروے ... ۷۵۰-۰۰ "

۴۲۔ " ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب بمعہ اہلیہ صاحبہ رحیم آباد ضلع نواب شاہ ... ۳۰۰-۰۰ "

۴۳۔ " چوہدری برکت علی صاحب ننگلی زعیم اللہ دارالرحمت غربی ربوہ ... ۳۰۰-۰۰ "

۴۴۔ " سردار عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ابن ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر منجانب دختر شاہدہ شکور صاحبہ لاہور ... ۴۰۰-۰۰ "

۴۵۔ " غلام رسول صاحب باٹا والے سیالکوٹ شہر ... ۵۰۰-۰۰ "

۴۶۔ " چوہدری عبدالغفور صاحب مرحوم منجانب پسر چوہدری محمود احمد صاحب اعوان راولپنڈی صدر ... ۳۰۰-۰۰ "

۴۷۔ " مرزا منور بیگ صاحب زعیم حلقہ جنرل ہسپتال مجلس ماڈل ٹاؤن لاہور ... ۳۰۰-۰۰ "

۴۸۔ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا منور بیگ صاحب " " " " ... ۳۰۰-۰۰ "

۴۹۔ مکرم مرزا ارشد بیگ صاحب چنگی امرسدھو لاہور ... ۳۰۰-۰۰ "

۵۰۔ " عبداللطیف صاحب انور صدر حلقہ ٹاؤن شپ ماڈل ٹاؤن لاہور ... ۳۰۰-۰۰ "

۵۱۔ " مرزا سلیم احمد صاحب " " " " " " ... ۳۰۰-۰۰ "

۵۲۔ " چوہدری محمد شفیع صاحب " " " " " " ... ۳۰۰-۰۰ "

۵۳۔ " سعید احمد صاحب اعجاز زعیم حلقہ گارڈن ٹاؤن لاہور ... ۳۰۰-۰۰ "

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

قادیان کے منارہ کا نقشہ سید عبدالرشید صاحب سیالکوٹی جو سید حامد شاہ صاحب کے بھائی تھے نے بنایا جسے حضرت اقدس نے منظور فرمالیا۔ تب حضور نے فرمایا کہ اتنی بڑی تعمیر کے لئے اینٹیں کہاں سے آئیں گی؟ اُس وقت حضرت میاں امام دین صاحب نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ "میری زرعی زمین مرزا کمال الدین صاحب کی باغیچی کے متصل ہے وہاں سے تمام اینٹ بنائی جائے"۔ اس پر حضور نے بڑی مسرّت کا اظہار فرمایا اور میاں امام الدین صاحب کو معاوضہ دینے کی پیشکش کی۔ مگر اس مردِ خدا نے کہا کہ میں نے معاوضہ نہیں لینا۔ مجھے آپ کی دُعا چاہیئے۔ (رفقائے احمد جلد نہم صفحہ ۱۹۶) — مرسلہ عبدالرحمٰن صاحب شاکر ربوہ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اگر کوئی نماز جماعت سے نہ ملتی تو آپ کسی کو ساتھ لے کر باجماعت ادا فرماتے اور آپ کی اس وقت کوشش یہ ہوتی کہ امام آپ نہ ہوں کوئی دوسرا ہو۔

آپ کے بڑے بھائی کا نام عبدالعلی تھا۔ وہ حافظ قرآن تھے۔ مولوی صاحب کی طرح ان کا قد لمبا نہ تھا۔ وہ داڑھی کو مہندی لگاتے تھے۔ ایک بار کسی نے پوچھا حافظ صاحب آپ بڑے ہیں یا مولوی صاحب تو انہوں نے جواب دیا۔ پیدا پہلے میں ہوا تھا لیکن بڑے حضرت مولوی صاحب ہیں۔

پیارے بچو! آپ بھی اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے السلام علیکم کہنے میں پہل کرو۔ ذکرِ الٰہی سے اپنی زبان کو تر رکھو۔

جب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب قادیان سے رخصت ہوئے

مکرم و محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب پٹیالوی، حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ہاتھ پر ۱۹۰۲ء میں بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر کے ذاتی معالج اور نور ہسپتال کے انچارج ہونے کی حیثیت میں آپ نے سلسلہ کی بہت لمبی خدمت کی۔ وہ اپنے خسر حکیم رحمت اللہ صاحب سے بیان کرتے ہیں کہ

"جب صاحبزادہ عبداللطیف صاحب قادیان سے رخصت ہوئے۔ سفر کے آغاز کے لئے جب وہ یکہ پر سوار ہونے لگے اور حضرت اقدس کے ساتھ آخری مصافحہ کیا تو مصافحہ کی بجائے حضور کے قدموں میں گرنے لگے۔ لیکن حضور نے صاحبزادہ صاحب کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ نیز یہ بھی بتایا کہ صاحبزادہ صاحب رخصت کے وقت زار زار روتے تھے۔ حضرت (اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ) آپ کے سر پر شفقت سے بار بار ہاتھ پھیرتے تھے۔"

(اصحابِ احمد جلد ہشتم صفحہ ۸۱ ۸۲)

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن

حضور اپنی کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدّم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے"۔

(کشتی نوح صـ ۲۴، ۲۶)

اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:-

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نکلا

(درثمین)

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ہجرت ۱۳۶۳ ہش / مئی ۱۹۸۴ء

شرح چندہ

پاکستان: بیس روپے سالانہ

فی پرچہ: دو روپے صرف

ایڈیٹر ~~~~~~~~ غلام باری سیف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

رجب ۱۴۰۳ ہجری

ہجرت ۱۳۶۳ ہش

مئی ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت ۔ مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سکینڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان	ـــــــ	۲۰/- بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک ـــــ	۱۵ پندرہ ڈالر
	بحری ڈاک ـــــ	۸ آٹھ "
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک ـــــ	۶ چھ پونڈ
	بحری ڈاک ـــــ	۳ تین "

فہرست مضامین

- ادارایہ ـــ ص ۲
- حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ـــ ص ۸
- اسوۂ کامل ـــ ص ۹
- حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی چند دعائیں ـــ ص ۱۳
- حضرت حنظلہؓ کا ایک واقعہ ـــ ص ۱۶
- اخلاقیات ـــ ص ۱۷
- حضرت بھائی جی کی استقامت کا ایک ایمان افروز واقعہ ـــ ص ۲۴
- ذبیح اللہ کون تھا ؟ کیا حضرت ہاجرہ لونڈی تھیں ؟ ۔ کتاب موسیٰ کی تصدیق سے کیا مراد ہے ؟ ـــ ص ۲۷
- قرار دادِ تعزیت بروفات میجر شمیم احمد صاحب ـــ ص ۳۴
- بچوں کا صفحہ حضرت مولانا شیر علی صاحب بی ۔ اے ـــ ص ۳۹

پبلشر : چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر : سید عبد الحی

مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت : دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

قیمت فی پرچہ : ۲ دو روپے

جلد ۲۵	ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ	شمارہ ۵

ہجرت ۱۳۶۳ ہش

غم کی گھڑیاں!!

اس دُنیا میں رہتے ہوئے افراد اور اقوام پر مختلف حالات وارد ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی عُسر ہے تو کبھی یُسر۔ کبھی امن کے حالات ہیں تو دوسرے وقت میں غم وحزن سے واسطہ پڑتا ہے۔ کبھی گھر میں شہنائیاں بجتی ہیں تو کبھی نالہ وشیون بلند ہوتے ہیں۔ ثبات تو اِک تغیّر کو ہی ہے۔ ایک عرب شاعر نے کیا خوب کہا ؎

مَنْ ذَا الَّذِی یَا عَزُّ لَا یَتَغَیَّر

کہ دُنیا میں کون ہے جس پر تغیّر نہیں آتا۔ اس لئے اگر ہمارے دن بدلے ہیں تو کس کے دن نہیں بدلتے

سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَ اَنَّہٗ ھُوَ اَضْحَکَ وَ اَبْکٰی ۙ وَ اَنَّہٗ ھُوَ اَمَاتَ وَ اَحْیَا ۙ (النجم آیت ۴۳، ۴۴)

کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے۔ وہی مارتا ہے اور وہی زندہ کرتا ہے۔

ایک مومن کا فرض یہی ہے کہ وہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ تنگی کے ایام میں وہ خدا کی نعمتوں اور آسائش کی گھڑیوں کو نہ بھولے۔ وہ بے صبری کا اظہار نہ کرے۔

ہمارے پیارے امام قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت لقمان کے ایک شاگرد کا ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ کسی نے ایک دفعہ حضرت لقمان کی خدمت میں بے موسم کا ایک خربوزہ پیش کیا۔ آپ نے اس کی ایک قاش کاٹ کر اپنے ایک شاگرد کو دی اُس نے بڑے مزہ سے اُسے کھایا۔ حضرت لقمان نے یہ کیفیّت دیکھی تو ایک دوسری قاش کاٹ کر دی۔ شاگرد نے وہ بھی اُسی لذّت سے کھائی۔ اس طرح تیسری قاش اُس کے

حصّہ میں آئی۔ پھر حضرت لقمان نے قاش کاٹ کر چکھی تو سخت کڑوی۔ اس پر آپ نے اُس شاگرد سے فرمایا تم نے بتایا کیوں نہ کہ یہ کڑوی ہے۔ شاگرد نے جواب دیا:۔

جس ہاتھ سے اتنی میٹھی قاشیں کھائی ہیں۔ اس سے اگر ایک کڑوی آجائے تو اخ تھو کیسا؟۔

اللہ کے کتنے انعامات ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بظاہر ایک تلخ قاش بھی دامن میں ڈال دی جائے تو اُس محسن کے احسان کا تقاضا ہے کہ ہر چیز جو دوست کی طرف سے آتی ہے درست ہے۔ وہ ہمارا آسمانی آقا رحمٰن و رحیم ہے۔ وہ اپنے بندوں کا اگر امتحان کرتا ہے تو اخلاص و وفا کا تقاضا کیا ہے؟۔ آپ دیکھتے نہیں اگلی منزل سے ہمکنار ہونے کے لئے طالب علم کی نیند کافور ہو جاتی ہے۔ بھوک سوکھ جاتی ہے۔ رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ اُس کے معمول میں فرق پڑ جاتا ہے۔ وہ یہ سب کچھ برداشت کرتا ہے بلکہ خود اپنے اوپر وارد کرتا ہے کہ اس سے گذرے گا تو نئی رفعتیں اُس کے قدم چومیں گی۔ نئی منزل اُسے خوش آمدید کہے گی۔ اور غم کی یہ گھڑیاں زندگی کی قیمتی متاع ہوتی ہیں۔

مرضئ مولا از ہمہ اَولیٰ

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے ایک رفیق سے اس کیفیت کو سُنئے۔ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب حضرت بانئ سلسلہ کے وصال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" ہم نے حضور کی وفات کے وقت اپنے آپ کو سخت حزیں پایا اور اُس کی مانند جیسا کہ حضور نے قبل از وقت فرمایا تھا۔" اس دن سب پر اُداسی چھا جائے گی"۔ اس دن کا غم بے انتہا تھا وہ پیارا باپ ہمیں یتیموں کی طرح بلبلاتا چھوڑ کر چلا گیا۔ اس صدمہ کا اثر آج کے دن تک چلا آ رہا ہے۔ اُداسی کا وہ عالم تھا کہ وہ دن تاریک و تار ہو گیا تھا۔ فی الحقیقت آسمان کا سورج اس روز گرد و غبار کی وجہ سے بالکل مدہم ہو گیا تھا۔ الغرض میں اپنے قلب کی حالت دیکھ کر سچی گواہی دیتا ہوں کہ وہ دن ہمارے لئے نہایت صدمہ کا دن تھا اور اس دن سخت اُداسی چھا گئی تھی کہ حاضر مومن بیٹھے کھڑے اور چلتے تو نظر آتے تھے لیکن بے زبان تھے۔ کوئی اونچی آواز سے بولتا سنائی نہ دیتا تھا۔ کوئی مجلس نہ تھی کہ جس میں لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کرتے سنائی دیں۔ ہر ایک شخص اپنے قلبِ حزیں کو سینہ میں لئے تصویرِ بے جان کی طرح پھرتا نظر آتا تھا۔

اس احقر کو جس طرح حضور کی معیت میں خوشی کی گھڑیاں دیکھنا نصیب ہوئی تھیں۔ جن سے حضور کی خاص شفقت اور خاص محبت اور دلی محبت معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح ان غم

کی گھڑیوں کا دیکھنا بھی مقدر تھا۔ ایسے موقع پر عام طور پر اعزّہ و اقارب ہی قریب جمع ہوتے ہیں۔ پھر ان کے غم و اندوہ کے بھی درجات ہوتے ہیں۔ مگر میں اپنی نسبت تو کہتا ہوں کہ مجھے اس قدر غم و اندوہ پہنچا تھا کہ شاید ہی کسی اور کو پہنچا ہو۔ الّا ماشاء اللہ۔ کیونکہ میری حیثیت ایک غریب الوطن مسافر کی تھی۔ جو نادار بھی تھا اور پہلے سے زخم خوردہ تھا کہ بالکل قریب کے عرصہ میں والدین اور اہلیہ کے۔ گویا تین وفاتوں کے جان گسل صدمات اٹھائے ہوئے تھا۔ کہ پھر پیارے کے ارتحال کا ایک عظیم اور جانکاہ حادثہ برداشت کرنا پڑا۔ اس سانحہ کے بعد دن و رات کے وقت میں پانی پینا یاد نہیں۔ کھانا تو بڑی چیز ہے۔ پھر میں ۲۷ مئی کی شام تک جب کہ حضور کو دفن کیا گیا۔ حضور کی حضوری میں رہا۔ مجھے اپنے ربّ محسن کا خاص احسان نظر آتا ہے کہ اُس نے مجھے یہ غم کی گھڑیاں نصیب کی ہیں۔ میں ان گھڑیوں کو بڑی کمائی سمجھتا ہوں۔"

(رفقائے احمد جلد ۸ صفحہ ۹۸ و ۹۹)

حضرت ڈاکٹر صاحب کے آخری فقرہ کو پھر پڑھئے۔ سلسلہ کے فدائی۔ اپنے آقا کے عاشق ان کربناک گھڑیوں کو اپنی عمر کی کمائی سمجھے ہیں۔

درست فرمایا ہمارے آقا فداہ نفسی و نفوس العالمین نے قیامت کے دن جن سات آدمیوں کو خدا کا سایہ نصیب ہوگا۔ کہ اُس دن سوائے اس کے سایہ یعنی پناہ کے اَور کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ ایک وہ آدمی ہے جس نے خدا کا ذکر کیا تو آنکھ پُرنم ہوگئی۔

آنسوؤں کے موتی بڑی قیمتی متاع ہیں۔ اور یہ نصیب ہوتے ہیں ان گھڑیوں کی بدولت — گداز قلب خدا کی ایک نعمت ہے۔ سونا کٹھالی میں ڈالا جاتا ہے تو کُندن بنتا ہے۔ ہمارے آقا فرماتے ہیں:-

؎ ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز　٭　بخت گم کردہ را بیابد باز

کہ اے آسمانی آقا جو تیری درگاہ پر عاجزی سے گریہ وزاری کرتا ہے۔ وہ اپنا گمشدہ نصیبہ واپس لے آتا ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فارسی کا ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔ ؎

تا نہ گرید ابر کے خندد چمن　٭　تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن

کہ جب تک ابر گریہ نہ کرے چمن مسکراتا نہیں۔ اور جب تک بچہ نہ روئے ماں کی چھاتیوں کا دودھ جوش نہیں مارتا۔

اور آپ کے بیٹے مصلح الدین صاحب راجیکی نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا:-

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کاموں میں جُت جاتے ہیں۔ پسینہ سے شرابور کسان و مزدور اپنے فرض کی ادائیگی میں جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ اور جب سورج اپنا چہرہ مغرب کے دبیز پردوں کے پیچھے چھپا لیتا ہے۔ ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے تو دن بھر کا تھکا ماندہ کام کا دلدادہ دنیا و مافیہا سے بے خبر بستر پر محو استراحت نظر آتا ہے۔

طالب علم اگر آپ کو بعض ایام میں دُنیا و مافیہا سے غافل آنکھوں کو کتاب لگائے نظر آتا ہے تو ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب کتابوں کو الماری میں بند کرکے پہاڑوں کی بلندیوں پر۔ دریاؤں کے کنارے قدرت کے حسین و جمیل نظاروں سے لُطف اندوز ہوتا ہے۔

الغرض انسانی زندگی مختلف ادوار سے تعبیر ہے۔ کبھی کام کے لمحات میں کبھی آرام کے۔ کبھی فکری و ذہنی کاوشوں کا وقت ہے تو کبھی سیر و تفریح کا وقت۔ اسے آپ اس حدیث سے بآسانی سمجھ سکیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

ہم تلوار کے جہاد (جہادِ اصغر) سے اب جہادِ اکبر یعنی تربیتِ نفس کی طرف لوٹے ہیں۔

میرآقا نے ٹھیک ہی تو کہا ہے ؎

نہنگ و اژدہا شیر مارا تو کیا مارا ⁂ بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا

بڑا جہاد ہے گر نفس رام ہو جائے۔

پس کبھی تربیت کا دَور ہوتا ہے۔ اپنے محاسبہ کا دَور ہوتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو تلاش کرکے انہیں دُور کیا جائے۔ یہ محاسبہ کیا جائے کہ کیا قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق ہماری زندگی ہے؟

ان اعمال، اقوال کو اختیار کیا جائے جو اللہ کے فضلوں کو جذب کرنے کا موجب ہیں۔ نیک نمونہ، مثالی کردار، اعمال صالحہ، دُعائیں اور حُسنِ سلوک دلوں کو مائل کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا۔

کہ دل مائل ہیں اس کی طرف جو ان سے احسان کرتا ہے۔ حسن و احسان ہی دل جیتا کرتے ہیں۔ اعمال کا حُسن، اقوال کا حُسن، کردار کا حُسن اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ اور یہی اصل مؤثر ہے۔

پس اِس دَور کو دَورِ تربیت بنالیں۔ نفس سے جہاد کریں۔ اللہ کے افضال کو جذب کی کوشش کریں۔ اس کی ناراضگی کے موجب اقوال و افعال سے پرہیز کریں۔ قرآن و حدیث کی صداقتوں کو قلب و نظر میں جگہ دیں۔ ہمارا کوئی فعل اللہ اور اُس کے رسول کی منشاء کے خلاف نہ ہو۔

پھر یم سے جا ملا دُرِ یکدانہ ایک اور

عبدالحمید صاحب صدر جماعت احمدیہ محراب پور سندھ کی المناک رحلت پر روشن دین صاحب تنویر کا یہ شعر بار بار زبان پر آیا۔ جو آپ نے سلسلہ کے ایک بزرگ کی وفات پر کہا تھا۔ ؎

پھر یم سے جا ملا دُرِّ یکدانہ ایک اور
نُورِ ازل میں ڈھل گیا، پروانہ ایک اور

عبدالحمید صاحب مرحوم ایک فدائی نوجوان تھے۔ سلسلہ کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ۔ ہر ایک کا خیر خواہ مہمان نواز۔ خندہ رُو۔ ان کے والد چوہدری سلطان صاحب بھی علاقہ کے معاملہ فہم اور باوقار بزرگ تھے۔ آپ قرض اُٹھا کر بھی محتاجوں کی حاجت رَوی کرتے۔

عبدالحمید صاحب مرحوم سات بچوں اور بیوہ کو چھوڑ کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرماوے۔ آپ کے پسماندگان کا متکفل اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

خوش نوا قریشی عبدالرحمٰن صاحب

ضلع سکھر کے امیر جماعت۔ یوں تو ستر سال سے آپ کی عمر متجاوز تھی۔ لیکن جوانوں کی طرح مستعد۔ آپ کہا کرتے تھے کہ میری عمر بہتر سال ہے۔ انیس، بیس اور اکیس فروری کو مجھے آپ کی سکھر میں رفاقت نصیب ہوئی۔ نماز باجماعت کے پابند۔ ہنس مکھ۔ بے لوث شخصیت، سکول ماسٹر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے اور خدمتِ سلسلہ میں جُت گئے۔ اپنی زندگی میں اپنے ایک بچے قریشی مبارک احمد صاحب کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم دلا کر سلسلہ کے لئے وقف کیا۔

انصار اللہ کے سالانہ اجتماع میں آپ کی خوش نوائی سے احباب محظوظ ہوتے۔ اکثر بانیٔ سلسلہ کی فارسی نظم ایسے جوش اور ترنم سے پڑھتے کہ مجلس پُر کیف ہو جاتی۔

یکم اپریل کو مغرب کی نماز پڑھ کر گھر واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ بے رحم ظالموں نے پے در پے خنجروں کے وار کر کے آپ کو ہم سے چھین لیا —— احمدیت کے فدائی! خدا کی رحمتیں ہوں آپ پر۔ اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ وہ آسمانی آقا آپ کے اہل و عیال کا متکفل ہو۔

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ

وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

قاضیٔ یمن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذؓ بن جبل کو یمن بھیجا تو آپ نے انہیں فرمایا تو اہلِ کتاب کی طرف جا رہا ہے۔ جب تُو وہاں پہنچے تو انہیں خدا کی توحید اور میری رسالت کی دعوت دینا۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے دن رات میں اُن پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر یہ مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے اُن پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے۔ یہ اُن کے مالداروں سے لی جائے گی اور محتاجوں میں تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ اس اَمر میں اطاعت اختیار کریں تو ان کے اموال میں سے اچھے اچھے نہ چُن لینا۔ آخر میں فرمایا:-

وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ۔

معاذؓ! مظلوم کی دُعا سے بچنا۔ کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی روک نہیں۔

حضرت معاذؓ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپ انصار کے خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ عقبہ ثانیہ میں بھی شریک تھے اور بدری صحابی تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کا وعدہ فرمایا تھا۔ اکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں قاضی اور معلّم یعنی مبلغ بنا کر بھیجا تھا۔ سیّدنا حضرت عمر فاروق نے اپنے وقت میں انہیں ابو عبیدہؓ کے بعد شام کا عامل یعنی گورنر مقرر کیا تھا۔

بعض جگہ عامل کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ کہ وہ حضور کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس علاقہ کے لئے قاضی بھی ہوتے تھے، معلّم شریعت بھی، محصّل زکوٰۃ بھی۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو آخری نصیحتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ زکوٰۃ میں ان کے چیدہ اموال نہ لینا۔ اگر بکریوں پر زکوٰۃ ہے تو یہ نہیں کہ سب سے عمدہ بکریاں محصّل چُن لے۔ یا اونٹوں پر زکوٰۃ ہے تو سب سے بہتر جانور ریوڑ میں سے چُن لے۔

[illegible]

ނިމުނީ